علامہ بشیر الابراہیمی الجزائری کی وفات اور تعزیت

۶ رجون ۱۹۶۵ء کی اخباری اطلاع کے مطابق عالم اسلام کے عظیم مجاہد اور الجزائر کے جید عالم علامہ بشیر الابراہیمی صدر جمیعۃ العلماء الجزائر انتقال کر گئے مرحوم ۱۹۳۵ء کو والد صاحب کی دعوت پر اکوڑہ خٹک تشریف لائے تھے اور ہمارے گھر کے قریب مسجد قدیم میں جلسہ سے خطاب بھی فرمایا تھا۔ ان کے ساتھ دوسرے خطیب شیخ احمد بودا تھے۔ دارالعلوم میں ان کے ایصال ثواب کے لیے قرآن خوانی کی گئی۔

حضرت مولانا محمد یوسف بنوری کا انتقال

حضرت مولانا محمد یوسف بنوری کا پنڈی میں انتقال ہوا، اکوڑہ خٹک اطلاع آئی حضرت شیخ الحدیث اور ہم لوگ پنڈی روانہ ہوتے جامعہ اسلامیہ کشمیری روڈ کی مسجد میں ان کو غسل اور تکفین کے انتظامات کی خود نگرانی فرائی پھر اس مسجد میں حضرت نے نماز جنازہ پڑھائی اور آبدیدہ ہو کر ان کی پیشانی کو چوما۔ جنازہ سے قبل آپ نے حضرت مولانا کے مناقب پر پندرہ منٹ تقریر بھی کی۔

بعض اسفار کی اجمالی روئیداد

(مولانا سمیع الحق کی ذاتی ڈائری سے انتخاب)

والد ماجد کا سفر حج

والد ماجد کے رفقائے سفر حج ملک امرالہی و حاجی محمد اشرف صاحب تھے۔ مورخہ ۱۹۵۲ء بروز پیر اکوڑہ خٹک سے بعد از نماز ظہر روانہ ہوئے نماز ظہر مسجد میں پڑھی۔ مسجد میں شائقین اور رخصت کرنے والوں کا ہجوم تھا۔ نماز کے بعد والد ماجد گھر تشریف لائے۔ ہمارے گھر میں اپنی والدہ ماجدہ کے قدموں پڑے، اور معافی اور دعا کی درخواست کی۔ پھر دو رکعت عاجزی سے پڑھے اور تمام گھر والوں کے لئے دعا کی اور روانہ ہوئے۔

اکوڑہ خٹک کے تقریباً تمام مسلمان چھوٹے بڑے دارالعلوم کے طلبہ اور اساتذہ باہر سے آئے ہوئے مہمان ان کے ساتھ سٹیشن تک بہت مشکل سے پہنچے۔ مصافحوں اور ازدحام کی وجہ سے والد صاحب کی طبیعت سٹیشن میں خراب ہو گئی۔ روانگی سے قبل حاضرین کو پند و نصیحت کی۔ خصوصاً دارالعلوم حقانیہ کے لئے بہت زیادہ توجہ پر زور دیا۔ اس سے پہلے انہوں نے دارالعلوم حقانیہ میں ایک بصیرت افروز خطاب فرمایا۔ جس میں کہا تھا کہ میری زندگی دارالعلوم کے لئے وقف ہے۔ جہاں کہیں بھی ہوں۔ دارالعلوم میری زندگی کا عظیم مقصد ہو گا۔ فرمایا کہ آپ کے مشفق اُستاذ یہاں موجود ہیں۔ ان سے اپنی تکالیف کا ازالہ فرماتے رہیں رسمی طور پر اپنی جگہ حاجی محمد یوسف کو مہتمم بنا دیا۔

عصر کے قریب گاڑی آئی۔ اور لوگوں نے حزن و ملال بھرے آنسو سے آپ کو الوداع کیا۔ مخلص احباب راولپنڈی تک ساتھ روانہ ہوئے۔ بندہ، محمود الحق و انوار الحق بھی راولپنڈی تک۔ راستہ میں کیمبلپور سٹیشن میں شیخ محمد اشرف کیمبلپوری نے ان کو اور تمام حضرات کو چائے کی دعوت کا انتظام کیا تھا۔ عصر اور مغرب کے بعد تمام احباب اور الوداع کے لئے ساتھ جانے والوں نے کیمبلپور سٹیشن میں چائے پی لی۔ اور گاڑی روانہ ہو گئی۔ لوگوں نے شیخ الحدیث زندہ باد اور دارالعلوم زندہ باد کے نعرے لگائے۔ راولپنڈی میں عشاء کے بعد ہم ان سے رخصت ہوئے۔ گاڑی میں مجھے میری شرارتوں کی وجہ سے خصوصی طور سے نرمی سے نصیحت کی (میری عمر ۱۱، ۱۲ سال تھی) فرمایا کہ میں بہت جلد آجاؤں گا اپنے چھوٹے بھائیوں اور بہنوں اور گھر والوں کے ساتھ جھگڑے مت کرو، کھیل کود بھی اپنے بھائیوں کے ساتھ کھیلو، باہر مت پھرو۔ آپ تو بڑے ہیں اچھا بُرا جانو۔ اور چھوٹوں کو شرارت کرنے سے منع کرو۔ رخصت ہوتے وقت ہمیں استودع الله دینکم وامانتکم وخواتیم اعمالکم والی دعا سے رخصت کر دیا۔ کراچی میں ہوائی جہاز سے جانے والوں کو بہت مشکلات کا سامنا کرنا پڑا۔ مشکل سے دیر کے بعد ایک سیٹ مل گئی۔ ملک صاحب اور حاجی محمد اشرف نے آپ کو روانہ کر دیا۔

والد ماجد تنہا روانہ ہوئے انہوں نے فرمایا۔ کہ ہمیں بحرین میں اُتارا گیا۔ اور لاری میں بٹھا کر ایک ہوٹل میں لے جایا گیا۔ وہاں دیکھا۔ کہ پیر بادشاہ گل صاحب اور خواجہ نظام الدین صاحب تونسوی ہیں ۲۰/۱۲ افراد پہلے سے وہاں ٹھہرے ہوئے تھے ان سے ملاقات ہوئی۔ پھر بادشاہ گل صاحب وغیرہ کا نمبر آیا۔ اور وہ روانہ ہوئے۔ مجھے یہ تشویش تھی۔ کہ شاید دو ۲ دن کے بعد بھی ہمیں نمبر ملے یا نہ۔ میرے غم و اضطراب کی انتہا نہ تھی۔ ادھر حج کے ایام سر پر آئے اور ادھر یہ بے انتظامی۔ ۲ گھنٹے نہیں گزرے تھے۔ کہ ہمیں بھی لاری میں بٹھلا کر روانہ کر دیا گیا۔ میں نے خداوند کریم کا شکریہ ادا کیا۔ کہ چلو اب تو روانہ ہو جائیں گے۔ اے خداوند، تو نے بہت رحم فرمایا۔ جہازوں میں ۱۲/ آدمیوں کی سیٹیں خالی تھیں اور ادھر لاری میں ۳۰/۴۰ افراد گئے۔ پھر افراتفری پیدا ہوئی ہر ایک یہ کوشش کر رہا تھا کہ مجھے جگہ مل جائے۔ جہاز والوں نے یہ فیصلہ کیا۔ کہ جن حجاج کے ساتھ عورتیں ہیں۔ وہ پہلے بیٹھ جائیں۔ چنانچہ ۵-۶ آدمی بیٹھ گئے۔ صرف ایک رہ گیا

تھا۔ کہ ایک پنجابی کا نمبر نکلا۔ اُسے بیٹھ جانے کو کہا۔ اُس نے جہاز کے ساتھ شور مچایا۔ کہ میرے ساتھ نوکر ہے، میں اکیلا نہیں بیٹھ سکتا اتنے میں ان کا شور اور جھگڑا زیادہ ہوا۔ جہاز والا عربی میں باتیں کر رہا تھا اور پنجابی اپنی زبان میں گالیاں دیتا رہا۔ میں نے موقع غنیمت جان کر جہاز والے کی منت سماجت شروع کی۔ کہ میں اکیلا ہوں میرے ساتھ نوکر وغیرہ نہیں ہے مجھے بٹھلا دیجئے۔ انہوں نے کہا کہ چلو تم بیٹھ جاؤ۔ میں نے خداوندکریم کا شکریہ ادا کیا۔ اور اطمینان حاصل ہوا۔

جدہ پہنچا۔ تو ملک صاحب اور حاجی محمد اشرف صاحب مجھ سے پہلے پہنچ گئے تھے۔ ایرپورٹ سے نکل کر ان سے ملاقات ہو گئی۔ میرے روانہ ہونے کے ۲ گھنٹے بعد ملک صاحب نے کراچی میں جہاز والوں کی منت سماجت کی۔ اور اپنے آپ کے لئے جگہ پیدا کروا دی تھی۔

(تحریر ۱۹- اپریل ۵۶ء)

سفر حج میں تلامذہ و محبین کا ہجوم

میرے ماموں حضرت مولانا عبدالحنان صاحب فاضل دیوبند (جہانگیرہ) فرماتے ہیں کہ حضرت جس سال حج پر آئے تھے ہم بھی اسی سال حج کے لیے گئے تھے مکہ معظمہ میں حضرت کا ہماری قیامگاہ پر قیام رہا ان دنوں حضرت شیخ الحدیثؒ کے ہندوستان، بنگلہ دیش، برما، افریقہ، رنگون اور افغانستان یکم کے دیوبند کے زمانہ میں تلامذہ کا اتنا ہجوم رہتا کہ کمرہ میں کھڑے ہونے کی جگہ بھی بمشکل مل سکتی۔ (ذاتی ڈائری صد ۵۲)

سفر مشرقی پاکستان

جناب حاجی بشیرالدین بوگرہ کی خواہش واصرار اور تعلیم القرآن سوسائٹی ڈھاکہ (جو ایک قومی ادارہ تھا) کی دعوت پر حضرت شیخ الحدیث کو پہلی بار مشرقی پاکستان جانا ہوا راقم الحروف بھی اس پورے سفر میں ساتھ تھا۔

۲۲، فروری ۷۰ء کو ساڑھے نو بجے پشاور سے بذریعہ جہاز روانگی ہوئی لاہور سے ڈھاکہ کا جہاز بوجہ ہمارے لیٹ ہو جانے کے جا چکا تھا۔ اس لیے رات لاہور ٹھہرنا پڑا تو پی آئی اے کمپنی نے انٹرنیشنل ہوٹل میں قیام کا انتظام کیا تھا مگر حاجی محمد فاضل صاحب فاضل سنز کے اصرار پر ان کے ہاں رات گزاری۔ ۲۳، فروری کو ۲ بجے ڈھاکہ پہنچے الہلال ہوٹل میں دیگر علماء حضرت مولانا شمس الحق افغانی، حضرت مولانا عبیداللہ انور، حضرت مولانا حامد میاں، حضرت مولانا مجاہد الحسینی، حضرت مولانا عبدالقادر آزاد کے ساتھ قیام کیا۔

۲۴، فروری کو عصر اور مغرب کے درمیان جامع مسجد بیت المکرم میں حضرت والد صاحب کی تقریر ہوئی جبکہ عصر سے قبل میری تقریر ہوئی۔ اس دن دس بجے مدرسہ اشرف العلوم ڈھاکہ کی دعوت پر مدرسہ جانا ہوا، استقبالیہ تقریب میں حضرت والد صاحب نے بھی تقریر کی۔ ۲۵، فروری جامعہ قرآنیہ لال باغ سولائنس پی آئی اے کے اجتماعات میں شمولیت کی رات کو انجینئرنگ انسٹی ٹیوٹ ہال اجتماع سے حضرت والد صاحب نے اختتامی تقریر کی۔

۲۶، فروری کو صبح گاڑی سے میمن سنگھ روانگی ہوئی۔

راستہ میں غفار گاؤں اسٹیشن پر وہاں کے لوگوں نے والہانہ استقبال دوپہر سے قبل میمن سنگھ پہنچے جامع مسجد میمن سنگھ گئے ظہر کے بعد عصر تک حضرت والد صاحب کی تقریر ہوئی عصر کے بعد حضرت مولانا شمس الحق افغانی کا خطاب ہوا۔ اجتماع میں ۳۰ سے ۲۰ ہزار تک افراد نے شرکت کی۔ اس دوران دارالعلوم میمن سنگھ جانا ہوا۔ شہر کی سیر بھی کی۔ شام کے بعد گاڑی سے ڈھاکہ واپسی ہوئی قیام نواب باڑی حسن منزل میں خواجہ انیس احمد صاحب کے مکان پر ہوا یہ سب افراد اسٹیشن پر لینے آئے تھے۔ ۲۷، فروری کو صبح دس بجے ڈھاکہ سے بذریعہ طیارہ سلہٹ روانگی ہوئی۔ ساڑھے دس بجے سلہٹ پہنچے۔ ہوائی اڈے پر جناب شیخ عبدالکریم صاحب امیر جمعیت علماء اسلام کی سرکردگی میں حضرت شیخ مدنیؒ کی مجازین کے علاوہ اور بے شمار معززین موجود تھے۔ ہوائی اڈہ سے شہر تک کاروں بسوں رکشوں کے ایک بڑے جلوس میں جناب ایم سلیمان خان (جو حضرت شیخ الحدیثؒ کے عشاق میں سے ہیں) کے مکان پر آکر ٹھہرے ظہر کی نماز درگاہ شاہ جلال یمنی کی مسجد میں پڑھی اور ملحقہ مدرسہ میں تھوڑی دیر بیٹھے اساتذہ اور طلبہ کا ہجوم تھا ساڑھے تین بجے سارداہال میں چلے گئے علماء ومشائخ اور عام مسلمانوں سے ہال کے دو لاں منزل کھچا کھچ بھرے ہوئے تھے۔ احقر کی تقریر آدھ گھنٹہ تک صورت اور سیرت پر ہوئی اس کے بعد حضرت والد صاحب کی تقریر عصر تک ہوئی عصر کے بعد مولانا افغانیؒ کی تقریر ہوئی۔ شام کی نماز نئی سڑک کی اس مسجد میں ہوئی جس میں حضرت مدنیؒ نے ہمیشہ قیام فرمایا۔ مغرب کے بعد حضرت والد صاحب حضرت مدنیؒ کے حجرہ مطہرہ میں کافی دیر تک بیٹھے رہے دیگر حضرات بھی کثیر تعداد میں وہاں سمٹ کر بیٹھ گئے والد صاحب پر رقت طاری ہوئی اور کافی دیر تک تمام حاضرین سمیت روتے رہے حضرت والد گرامی نے حضرت مدنی کا جائے نماز سر اور آنکھوں پر رکھا اور حضرتؒ کے خاص خادم ابراہیم صاحب سے کافی دیر تک معلومات لیتے رہے۔

عشاء کے بعد بذریعہ ٹرین چٹاگانگ روانگی ہوئی صبح ۸، بجے چٹاگانگ پہنچے۔ جناب حاجی بشیرالدین، جناب جمیل الدین صاحب کی منزل میں قیام کیا اور تھوڑی دیر آرام اور ناشتہ کے بعد ہاٹ ہزاری روانہ ہوئے۔ ظہر کی نماز تک وہاں دوستوں اور اساتذہ نے سپاسنامہ پیش کیا۔ ہر دو حضرات کی تقریریں ہوئیں۔ مولانا افغانی نے درس بخاری کا افتتاحی درس دیا۔ وہاں سے واپسی میں چٹاگانگ سے ہوتے ہوئے مدرسہ ضمیریہ پٹیہ کی دعوت پر وہاں گئے۔ یہاں بھی طلباء واساتذہ کی ایک بڑی تعداد موجود تھی۔ دوپہر کا کھانا یہاں تھا۔ نماز ظہر کے بعد مسجد ہال میں استقبالیہ تقریب ہوئی۔ عصر کے

بعد متصل واپسی ہوئی شام کی نماز بندرگاہ میں پڑھی اور ایک بحری جہاز کے نوجوانوں کی خواہش پر جہاز میں نماز پڑھی گئی شام کے بعد مسلم انسٹی ٹیوٹ ہال کی اجتماع میں شرکت اور حضرت والد صاحب کی ایمان پرور تقریر ہوئی صدر جلسہ پرنسپل رضاء الکریم صاحب نے تقریر کا خلاصہ بنگلہ میں بیان کیا ساڑھے دس بجے رات تک جلسہ جاری رہا۔

۲۹ر کو صبح ڈھاکہ بذریعہ ٹرین واپسی ہوئی۔ ڈھاکہ میں نواب باڑی والی منزل میں قیام کرنا پڑا یکم مارچ کو دیگر حضرات وطن واپس تشریف لے گئے اور اہل خانہ کے اصرار پر والد صاحب ٹھہر گئے مغرب سے قبل جناب جمیل الدین صاحب ٹھٹھہ اور جناب مجتبیٰ احسن صاحب کے مکان پر جانا ہوا۔

آیت انا عرضنا الامانة الخ اور ایک حدیث کی نہایت عالمانہ تشریح کی دعوت میں کافی معززین موجود تھے عشاء کی نماز کے بعد نواب باڑی جامع مسجد میں ڈھائی گھنٹے تقریر فرمائی۔ ۲ مارچ بعد از ظہر چار بجے مجتبیٰ احسن صاحب ایس ای اکبر ڈائریکٹر سٹیٹ بینک حاجی صاحب ایڈیٹر انگریزی ماہنامہ مولانا محی الدین صاحب و میزبان کی معیت میں ستار گاؤں (قدیم دار الخلافہ) دیکھنے گئے اولیاء اللہ اور بزرگوں کے مزارات پر حاضری دی۔ یہاں سے قریب بلبن کا مزار بھی نظر آیا دریا ستیا مکھی کار دل سمیت لانچ میں عبور کرنا پڑا عصر کی نماز یہاں پڑھی۔ شام کی نماز کبیر صاحب کی دعوت پر ان کے مکان میں پڑھی انہوں نے اپنا چڑیا گھر دکھلایا اور چائے کی دعوت ہوئی ہرن کی کھال تحفہ پیش کی رات نواب باڑی میں ٹھہرے اور آخر وقت تک پورے خاندان کے مجمع میں نہایت علمی اور حکیمانہ باتیں رہیں۔

۳ مارچ کو ۳ بجے ڈھاکہ ایئرپورٹ سے روانگی ہوئی خواجہ خاندان کے اکثر افراد مولانا محی الدین مجتبیٰ احسن وغیرہ حضرات نے الوداع کہا۔ مشرقی پاکستان میں یہ تمام وقت وعظ و نصیحت اور دعوت و تبلیغ میں نہایت مصروفیت کے ساتھ گزارے۔ بے شمار علماء ہر جگہ دیوبند کے زمانہ کے تلامذہ اور کئی فیض یافتہ ہر جگہ پہنچے۔ ۳ مارچ کی شام کو لاہور سے خیبر میل سے روانہ ہو کر ۴ مارچ ۶۸ء کو صبح بخیریت گھر پہنچے۔ وللہ الحمد والمنہ۔

◆ دوسری مرتبہ فروری ۱۹۶۹ء میں جمہوری مجلس عمل کی تشکیل کے موقع پر جمعیۃ علماء اسلام کی دعوت پر جانا پڑا۔

سوشلزم کے مسئلہ پر مفاہمت کی کوشش

۲۴ر اگست ۱۹۶۹ء سوشلزم کے مسئلہ پر علماء دو حصوں میں بٹ گئے تھے۔ حضرت والد صاحب کی تحریک پر میں اور مولانا عبید اللہ انور، کچھ احباب نے ان اکابر کو ایک جگہ جمع کر کے کسی مفاہمت پر پہنچنے کی مہم شروع کی۔ ابتداء لاہور سے ہوئی۔ لاہور اوقاف سیمینار میں مولانا بنوری مولانا شمس الحق افغانی مولانا حامد میاں سے مشورے ہوئے۔ مولانا مفتی محمود سے بھی رابطہ ہوا اور علماء بنگال میں مولانا اطہر علی سے بھی بات ہوئی۔ کہ کراچی میں جمع ہوں اس سلسلے میں میں اور مولانا عبید اللہ انور مرحوم بذریعہ کار

ملتان اور خانپور روانہ ہوئے راستہ میں دار العلوم کبیر والہ دیکھا۔ پھر ملتان پہنچے۔ مولانا مفتی محمود سے طویل گفتگو ہوئی۔ مفتی صاحب سوشلزم کے بارے میں جمعیت کی پالیسی پر ڈٹے رہے کئی گھنٹے بحث کے بعد بھی مایوسی ہوئی۔ مفتی صاحب کے کمر میں بہت بڑا پھوڑا تھا، پھر بھی بکمال شفقت ہم دونوں کے بے حد اصرار پر کراچی روانگی پر آمادگی ظاہر کی بعد از عصر میں مولانا عبید اللہ انور اور مولانا محی الدین خان صاحب ملتان سے خانپور روانہ ہوئے۔ فون پر حضرت کو اطلاع دے دی گئی تھی۔ مغرب کے بعد تھوڑی دیر کے لیے بہاولپور ٹھہرے۔ اور پھر رات ایک بجے خانپور پہنچے۔ حضرت درخواستی نے بستر وغیرہ بچھا رکھے تھے۔ نماز فجر سے قبل حضرت درخواستی سے ملاقات ہوئی اور اس موضوع پر گفتگو ہوئی۔ ۸ بجے صبح دین پور روانہ ہوئے۔ حضرت مولانا عبد الہادی دین پوری سے پہلی دفعہ ملاقات ہوئی اثر انگیز گفتگو ہوئی سادہ اور پاکیزہ ماحول تھا۔ مولانا دین پوری اور مولانا سندھی کے مزارات پر مولانا کے اقارب کی معیت میں حاضری ہوئی عجیب کیفیت تھی، بالخصوص مولانا عبید اللہ انور پر عجیب جذب و مستی کی کیفیت طاری تھی، مولانا عبید اللہ انور یہاں سے لاہور واپس ہوئے اور ہم نے کار ہی سے کراچی کا سفر شروع کیا۔ دوسرے دن صبح ۹ بجے کراچی پہنچے۔

ابتدائی طور پر بنگال وغیرہ کے علماء سے ملاقاتیں کیں۔ ۳۰ر اگست ۶۹ء کو رات دس بجے اسی اجتماع کے سلسلہ میں حضرت مولانا بنوری کی معیت میں کراچی پہنچے۔ اور مدرسہ عربیہ نیوٹاؤن میں قیام رہا۔ ۳۱ر اگست کو بنگالی حضرات سے مذاکرات ہوئے وہاں سے مولانا احتشام الحق اور مولانا مفتی محمد شفیع کے ہاں جانا ہوا۔

دونوں فریقین سے گفتگو جاری رہی شام کو نیوٹاؤن واپسی ہوئی۔ یکم ستمبر ۶۹ء کو مولانا احتشام الحق کے مکان پر بند کمرے میں ان اکابر کی گفتگو ہوئی۔ کافی حد تک مفاہمت ہوئی اس بند کمرے کے اجلاس میں والد صاحب مرحوم مولانا احتشام الحق تھانوی مولانا مفتی محمد شفیع مولانا مفتی محمود مولانا ہزاروی مولانا اطہر علی اور مولانا یوسف بنوری نے شرکت کی۔ سب نے ایک مشترکہ بیان پر دستخط کیے۔ جو کہ الحق ماہ ستمبر ۶۹ء میں مطبوعہ ہے

اس سلسلہ میں اکابر علماء کے مشترکہ بیان کی اصل فوٹو کاپی اگلے صفحہ پر ملاحظہ فرمائیں۔